OPEN ACCESS
Al-Nasr
ISSN (Online): 2958-9398
ISSN (Print): 2959-1015
https://alnasrjournal.com

طالبات کی کردار سازی میں اساتذہ کا کردار: اسلامی تعلیمات کے تناظر میں ایک مطالعہ

Role of Teachers in Character Building of Female Students: AStudy in the Light of Islamic Teachings

Nosheen Younus

Visinting Lecturer, Lahore College for Women University, Lahore

Abstract

Teachers play a vital role in shaping the character, values, and future of students, particularly female students who contribute significantly to the moral and social development of society. This article examines the role of teachers in character building through the lens of Islamic teachings. It explains that, in Islam, education is not limited to the transfer of knowledge but is a comprehensive process that nurtures faith, morality, responsibility, and positive behavior. Drawing on the Qur'an, the Sunnah of Prophet Muhammad (ﷺ), and the Islamic educational tradition, the study highlights the teacher as a mentor, guide, and role model whose personal conduct has a lasting influence on students. It emphasizes that values such as honesty, compassion, justice, patience, respect, and accountability are most effectively developed when teachers demonstrate them in their daily interactions. The article also reflects on the respected position of teachers throughout Islamic history and their contribution to developing morally responsible individuals and healthy communities. It concludes that meaningful character development can only be achieved when academic learning is combined with ethical and

spiritual guidance, making teachers central to the development of confident, responsible, and value-driven female students.

Keywords: Islamic Teachings, Character Building, Female Students, Role of Teachers, Moral Education, Islamic Education

تمہید:

علم انسانیت کے لیے ایک بیش قیمت نعمت ہے جس نے تہذیبوں کو جنم دیا، معاشروں کو سنوارا، اور افراد کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر شعور کی بلندیوں تک پہنچایا۔ یہ وہ نور ہے جو دل و دماغ کو منور کرتا ہے اور زندگی کو سمت و مقصد عطا کرتا ہے۔ لیکن علم کی یہ روشنی خود بخود نہیں پھیلتی؛ اسے پھیلانے کے لیے ایک ایسی ہستی کی ضرورت ہوتی ہے جو علم کے چراغ کو اپنے ہاتھوں میں تھامے، اپنی محنت و لگن سے اسے مزید روشن کرے، اور پھر آنے والی نسلوں تک اس کی شعاعیں پہنچائے۔ یہ عظیم کردار استاد کا ہے۔ استاد محض معلومات فراہم کرنے والا نہیں، بلکہ ایک مربی، ایک رہنما، اور ایک کردار ساز ہے۔ اسلامی تعلیمات میں استاد کو انبیاء کا وارث قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ حدیث نبوی میں آتا ہے: "بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔" یہ منصب استاد کی ذمہ داریوں کو مزید بلند کر دیتا ہے، خاص طور پر جب بات طالبات کی ہو، جو آج کی طالبہ ہیں اور کل کی ماں، استاد، اور پوری قوم کی معمار بنیں گی۔

کردار سازی کا مفہوم:

کردار سازی ایک ایسا اصلاحی اور تربیتی عمل ہے جس کے ذریعے انسان کی شخصیت میں معاشرتی، اخلاقی اور روحانی اقدار کو اس طرح شامل کیا جاتا ہے کہ وہ اس کے طرز زندگی اور فکر و عمل کا لازمی حصہ بن جائیں۔ مفکرین اور ماہرین تعلیم کی آراء کی روشنی میں کردار سازی صرف چند اخلاقی اصولوں کی تعلیم کا نام نہیں بلکہ یہ ایک ایسا مسلسل عمل ہے جو انسان کے باطن کی صفائی سے لے کر اس کے ظاہری رویوں کی تشکیل پر محیط ہے۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کردار سازی کا مفہوم بہت گہرا اور وسیع ہے۔ کیونکہ اسلام انسان کو صرف ایک سماجی کردار ہی نہیں گردانتا بلکہ اس کو اللہ کا خلیفہ بھی قرار دیتا ہے۔

اسلامی تعلیمات کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ انسان کے اندر ایسے اخلاقی، فکری اور روحانی اوصاف پروان چڑھے جو اسے وقار، ذمہ داری اور انسان دوستی کا عملی نمونہ بنا دیں۔ قرآن کریم اور سیرت رسول اکرم ﷺ واضح رہنمائی فراہم کرتی ہے کہ کامل مومن وہ ہے جو تقویٰ، راست گوئی، امانت داری، بردباری معاف کرنے کا جذبہ اور عدل و انصاف کو اپنی زندگی کا لازمی حصہ بنا لے۔ اسلام میں کردار کی تعمیر محض ظاہری عبادت کا نام نہیں، بلکہ باطن کی اصلاح، نیت کی درستگی، قلب کی پاکیزگی اور حقوق العباد کی پاسداری بھی اسی عمل کا اہم جزو ہیں۔

کردار کی تعریف:

گرامر کے لحاظ سے کردار مؤنث و مذکر ہے۔

لغت میں جس سے مراد طرز، روش، طور طریق، قاعدہ، شغل، کام، عمل، وغیرہ جیسے ہر شخص کی رفتار و کردار جدا ہے۔ بعض نے اس لفظ کو کردار یعنی کردن کی ماضی اور آرمت حاصل بالمصدر سے مثل گفتار وغیرہ مرکب خیال کیا ہے لیکن اس صورت بالفتح ہونا چاہیے۔(1)

جب ہم کردار سازی کے حوالے سے بات کرتے ہیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ کردار سازی سے مراد انسانی شخصیت کی عادات و اطوار ہیں۔ (2) اردو لغت میں کردار کی تین معنی بیان ہوئے ہیں:

ا۔ چلن، خصلت اور عادت

۲۔ طرز، انداز اور طور و طریق

۳۔ کام، شغل اور فعل(3)

اور کردار کے حوالے سے درج ذیل الغات میں یوں معنی بیان کئے گئے ہیں:

- حسن اللغات میں یہ معنی بیان کئے گئے ہیں:" عمل بر تاؤ، کام، شغل، روش، طور طریقہ، چلن، خصلت"۔(4)
- جہانگیر اردو لغت میں کردار کے درج ذیل معنی بیان ہوئے ہیں:" چلن، روش، طبیعت، خصلت"۔(5)
- "فیروز اللغات" میں مولوی فیروز الدین لکھتے ہیں:" کردار سے مراد طرز، طریق، قاعدہ، کام، چلن، خصلت، عادت اور طریق وغیرہ۔ (6)

اسلامی تناظر میں استاد کا مقام اور حیثیت:

علم ایک ایسی روشنی ہے جو انسان کے دل و دماغ کو منور کر دیتی ہے۔ طالبات جب علم حاصل کرتی ہیں تو وہ نہ صرف اپنی ذات کی تربیت کرتی ہیں بلکہ وہ پورے معاشرے کی تربیت کی بنیاد رکھتی ہے۔ اور علم کی شمع کو ان تک پہنچانے کا وسیلہ استاد ہے۔ کیونکہ استاد اپنی محنت اور لگن سے طالبات کے مستقبل کو روشن بناتا ہے۔ استاد پیشہ معلمی ہیں اور استاد کو انبیاء کا وارث بھی قرار دیا گیا ہے۔

" إِنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ ، إِنَّ الأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلاَ دِرْهَمًا ، إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ"۔(7)

"بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں، اور انبیاء نے دینار اور درہم (یعنی مال و دولت) وراثت میں نہیں چھوڑے، بلکہ انہوں نے علم کو وراثت میں چھوڑا۔"

اسلامی تعلیمات کے حوالے سے اگر بات کی جائے تو استاد ایک ایسی شخصیت ہے جو نہ صرف علم منتقل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے بلکہ اسے انسانی شخصیت کی تشکیل کا ایک اہم مربی بھی قرار دیا گیا ہے۔ اسلامی تصور تعلیم صرف ذہنی نشو نما تک ہی محدود نہیں بلکہ یہ فکری، اخلاقی اور عملی تربیت کو بھی تعلیم کے دائرے میں شامل کرتا ہے۔ اور اس مربوط تعلیمی عمل میں استاد کو مرکزی مقام حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی معاشرے میں فرد کے کردار سازی کے حوالے سے استاد کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ طالبات کے اخلاقی رویے، عملی رجحانات اور سوچ بڑی حد تک اساتذہ کے اثر سے تشکیل پاتی ہیں۔

اسلامی نقط نظر سے استاد کا مقام اس لیے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ وہ علم کے ساتھ ساتھ رویوں اور اقدار کی منتقلی کا بھی ذریعہ ہے۔ قرآن مجید اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں علم اور عمل کے گہرے تعلق پر زور دیا گیا ہے جس سے یہ بات واضح ہوتی

ہے کہ ایک استاد کی ذمہ داری صرف معلومات فراہم کرنا نہیں بلکہ طالبات کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ ان معلومات کو اپنی عملی زندگی میں بھی بروئے کار لا سکیں۔ اس تناظر میں ایک استاد ایسا عملی نمونہ طالبات کے سامنے پیش کرتا ہے جس سے وہ یہ سیکھتی ہے کہ حاصل کردہ علم کے مطابق کردار کو کس طرح ڈھالا جاسکتا ہے۔

کردار سازی کے حوالے سے اگر بات کی جائے تو استاد کا کردار اس لیے بھی اہم ہے کہ طالبات تعلیمی ادارے میں دن کا طویل حصہ گزارہی ہیں اور اس دوران اساتذہ کے رویے اور انداز گفتگو کا بغور مطالعہ کرتی ہیں۔ استاد کا انصاف پسندانہ رویہ، طالبات کے ساتھ احترام اور نرمی والا معاملہ اور اخلاقی اقدار کا خیال رکھنا طالبات کے ذہنوں میں ایک مضبوط نقش قائم کرتا ہے۔ اس طرح استاد کا ایک غیر محسوس اثر طالبات کی شخصیت کا حصہ بن جاتا ہے جو محض نصیحت سے ممکن نہیں۔

اسلام میں استاد کو اس لیے بھی مرکزی حیثیت حاصل ہے کہ وہ طالبات کی تربیت اور اصلاح کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اصلاح کا یہ عمل وقتی نہیں بلکہ مربوط اور مسلسل ہوتا ہے۔ اس عمل میں صبر و حکمت اور فہم و فراست کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک استاد طالبات کی کمزوریوں کو تنقید کا نشانہ بنانے کے بجائے ان کی اصلاح کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ جس کے نتیجے میں طالبات میں خود احتسابی کا شعور پیدا ہوتا ہے اور یہی تربیتی انداز کردار سازی کے عمل کو دیرپا اور موثر بناتا ہے۔

اسلامی تعلیمات میں طالبات اور استاد کا باہمی تعلق صرف رسمی یا پیشہ ورانہ ہی نہیں بلکہ اخلاقی بنیادوں پر تعمیر کیا گیا ہے۔ اس تعلق میں خیر خواہی، شفقت محبت اور اصلاح کے ایسے عناصر موجود ہیں جو طالبات کو ذہنی سکون اور اعتماد کی دولت سے مالا مال کرتے ہیں۔ جب طالبات خود کو با اعتماد تصور کرتی ہیں تو وہ مثبت رویہ اپنانے کی طرف راغب ہوتی ہیں۔ اور اس طرح کا ماحول کردار سازی کے لیے بہترین سمجھا جاتا ہے۔

اسلامی تناظر میں استاد ایک طرف معاشرتی اور اخلاقی اقدار کا محافظ بھی ہے وہ طالبات کو صرف عصری تقاضوں کے مطابق تیار نہیں کرتا بلکہ انہیں اسلامی تعلیمات سے بھی ہم آہنگ کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ اس عمل کے دوران طالبات کی شخصیت میں ایسا توازن پیدا ہوتا ہے جس کے ذریعے وہ جدید تعلیم کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ اخلاقی اقدار کو بھی جان جاتی ہیں یوں استاد کا کردار ایک فرد کی اصلاح سے آگے بڑھ کر معاشرتی اصلاح تک وسیع ہو جاتا ہے۔ تو غرض یہ کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں استاد کا کردار طالبات کی کردار سازی میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ استاد کی فکری بالیدگی، تربیتی اسلوب اور اخلاقی رویے طالبات کی شخصیت پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی نظام تعلیم میں استاد کو کردار سازی کے عمل کا ایک اہم ستون قرار دیا گیا ہے جس کے بغیر با کردار اور صالح نسل کی تشکیل ممکن نہیں۔

استاد کا مقام قرآن کی روشنی میں:

قرآن مجید میں تعلیم اور تعلم کے عمل کو غیر معمولی اہمیت دی گئی ہے اور اسی نسبت سے علم سکھانے والے یعنی استاد کو بھی نہایت اعلیٰ مقام دیا گیا ہے۔ قرآن کریم کی پہلی وحی کا آغاز ہی لفظ "اقرا" سے ہوا۔ جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اسلام کی بنیاد ہی علم پر رکھی گئی ہے۔ علم کو انسانی زندگی کی رہنمائی کا بنیادی ذریعہ بنایا گیا تو اس علم کو پھیلانے والی استاد کی حیثیت خود بخود ہی سب سے برتر ہو گئی۔ استاد کا مقام صرف پیشہ ورانہ ذمہ داریوں تک محدود نہیں بلکہ وہ ہدایت ورہنمائی کا پیامبر بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ علق میں تعلیم کے حصول میں بطور خاص قلم کا ذکر کیا ہے جو استاد کا اہم ترین آلہ ہے۔

"اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ۔ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ"۔(8)

"پڑھو اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا"

دین اسلام میں اساتذہ کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے اور قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر استاد کے مرتبہ اور مقام کو واضح کیا گیا ہے۔ استاد وہ عظیم ہستی ہے جو معاشرے کی تشکیل اور انسانی شخصیت کی تکمیل میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ قرآن مجید نے تعلیم و تعلم کے اس عمل کے ایک اہم رکن استاد کو خاص مقام دیا ہے اور ان کی فضیلت کو مختلف انداز میں بیان کیا ہے۔

اللہ رب العزت نے خود سب سے پہلے استاد کا کردار ادا کیا اور آدم علیہ السلام کو کچھ چیزوں کی تعلیم دی اور ان کو کچھ نام سکھائے۔ یہ واقعہ اس بات کی اہمیت کو واضح کرتا ہے کہ معاشرے میں تعلیم اور استاد کا کردار کتنا اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ میں حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم دینے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"وعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ-فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ"-(9)

"اور اللہ نے ادم کو سب چیزوں کے نام سکھائے پھر ان سب چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور پھر فرمایا مجھے ان کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو"

اس آیت مبارکہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ تعلیم کا آغاز خود اللہ رب العزت نے کیا اور استاد کے کردار کی عظمت کو اجاگر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے سامنے حضرت آدم علیہ السلام کو معتبر کیا کیونکہ انہیں علم دیا گیا تھا جو اس بات کی دلیل ہے کہ علم اور معلم کا مقام کتنا زیادہ بلند ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورہ الرحمٰن میں بطور معلم اپنی صفت کا بیان اس طرح فرماتے ہیں۔

"اَلرَّحْمٰنُ-عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ- خَلَقَ الْاِنْسَانَ -عَلَّمَهُ الْبَیَانَ"-(10)

"الرحمن، جس نے قرآن سکھایا، انسان کو پیدا کیا، اسے بیان سکھایا"

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص صفت الرحمٰن کو بیان کرنے کے بعد علم کا ذکر کیا ہے جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ استاد اور تعلیم اللہ کی رحمت کا مظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو قرآن مجید سکھایا اور اس کو قوت بیان عطا کی یعنی استاد کا کام صرف معلومات فراہم کرنا نہیں بلکہ انسانی شخصیت میں چھپی ہوئی صلاحیتوں کو تلاش کرنا اور سنوارنا بھی ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ اہل علم کے بلند مقام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ-وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ"-(11)

"اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں کو اور جنہیں علم دیا گیا ہے ان کے درجات بلند کرتا ہے"

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اہل علم کو خاص درجات نصیب ہوتے ہیں اور ایک اہم شخصیت جو علم سکھاتی ہے یعنی استاد اس کا مقام بہت بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں پر ایمان والوں کے ساتھ اہل علم کو شامل کیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ کہ دینی اور دنیاوی دونوں علوم کے ماہر اساتذہ کرام کو اعلیٰ مقام حاصل ہے کیونکہ استاد کا کام صرف معلومات کی فراہمی نہیں بلکہ طلبہ میں غور و فکر اور حکمت و دانائی کی صفت پیدا کرنا ہے تاکہ وہ بھی اعلیٰ درجات حاصل کر سکیں۔ استاد ایک ایسی ہستی ہے جو انسان کو جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر علم کی روشنی میں لے کر آتا ہے۔ استاد کی موجودگی میں طلبہ کو صحیح راستے کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔ اور ان میں غور و فکر کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

"قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ-اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ"-(12)

"کہہ دیجیے کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں نصیحت تو عقل والے ہی حاصل کرتے ہیں"

یعنی یہ کہ اہل علم اور بغیر علم والے کبھی بھی برابر نہیں ہو سکتے۔ اور جس شخص کے پاس عقل ہوتی ہے صرف وہی نصیحت کو قبول کرتے ہیں۔ کیونکہ استاد کا کردار صرف معلومات کی فراہمی تک محدود نہیں بلکہ طلبہ کی سوچ کو نئی سمت دینا اور ان میں عقل و شعور پیدا کرنا بھی شامل ہے۔ قرآن مجید میں نبی کریم ﷺ کو بطور معلم متعارف کروایا گیا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کے اولین ذمہ داری ہی امت کی تعلیم و تربیت تھی۔ سورہ جمعہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ-وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ"۔(13)

"وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے"

اس آیت میں نبی کریم ﷺ کو تفویض کردہ تین اہم ذمہ داریوں کا ذکر کیا گیا ہے:

1۔ تلاوت قرآن

2۔ تزکیہ نفس

3۔ تعلیم قرآن

یعنی ایک ایک معلم کی ذمہ داریوں میں صرف علم کو دوسروں تک پہنچانا ہی نہیں ہے بلکہ طلبہ کی اخلاقی تربیت، تزکیہ نفس اور حکمت اور دانائی کی تعلیم دینا بھی شامل ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں بھی نبی کریم ﷺ کے کردار کو بحیثیت معلم پیش کیا ہے۔ آل عمران میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ذکر ہے۔

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ یُزَكِّیْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ"۔(14)

"اے ہمارے رب ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیج جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور انہیں پاک کرے بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔"

اس دعا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے اپنی آنے والی نسل کے لیے معلّم کی درخواست کر رہے ہیں جو کردار سازی کے حوالے سے استاد کے مقام کو واضح کرتی ہے۔ قرآن پاک میں حضرت لقمان علیہ السلام کی مثال بھی بطور استاد پیش کی گئی ہے۔ جنہوں نے اپنے بیٹے کو نصیحتیں کیں اور تمام ضروری باتوں کی تعلیم دی۔

"وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ هُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ-اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ۔(15)

"اور جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جب کہ وہ اسے نصیحت کر رہے تھے اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ شرک نہ کروں بے شک شرک بڑا ظلم ہے"

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو عقیدہ، عمدہ اخلاق، والدین کے ساتھ حسن سلوک اور زندگی کے اہم اصولوں کی تعلیم دی۔ کیونکہ استاد کا کام صرف نصابی کتب کی تعلیم دینا ہی نہیں ہے بلکہ طلبہ کو اخلاقیات اور اقدار سکھانا بھی استاد کا ہی فرض ہے۔ اللہ رب العزت نے سورہ کہف میں حضرت موسیٰ اور خضر علیہ السلام کا واقعہ ذکر کیا ہے جو استاد اور شاگرد کے تعلق کو واضح کرتا ہے:

"قَالَ لَهٗ مُوْسٰی هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓی اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا"۔(16)

"موسیٰ نے ان سے کہا کیا میں آپ کی پیروی کروں اس شرط پر کہ آپ مجھے اس میں سے سکھائیں جو آپ کو ہدایت کے طور پر سکھایا گیا ہے۔

یہ آیت استاد اور شاگرد کے باہمی تعلق کو بیان کرتی ہے کہ علم حاصل کرنے کا بنیادی ادب استاد کا احترام اور شاگرد کی عاجزی ہے۔ حضرت موسیٰ جیسے جلیل القدر پیغمبر نے بھی علم حاصل کرنے کے لیے استاد کی پیروی کو قبول کیا جو استاد کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کا تذکرہ کیا اور ان کی اس خوبی کا ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خوابوں کی تعبیر کا علم دیا۔

"وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَ يُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ"۔(17)

"اور اسی طرح تمہارا رب تمہیں منتخب کرے گا اور تمہیں باتوں کی تعبیر سکھائے گا"

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخصوص بندوں کو ہی خاص علم سکھاتا ہے اور استاد ہی وہ ذریعہ ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا یہ علم دوسروں تک پہنچتا ہے۔ انسان پیدائشی طور پر بے علم ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو سیکھنے کی صلاحیت دی اور اس کو علم سکھانے کے لیے استاد جیسی محترم ہستی کو بھی عطا کی۔ کیونکہ استاد وہ شخص ہوتا ہے جو شاگرد کے اندر موجود پوشیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرتا ہے اور ان کو جہالت کے اندھیروں سے علم کی روشنی میں لے کر آتا ہے۔

"وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔاوَّ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ-لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ"۔(18)

"اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا جبکہ تم کچھ نہیں جانتے تھے اور اس نے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تاکہ تم شکر کرو"

"يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا"۔(19)

"وہ جسے چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جسے حکمت دی گئی اسے بہت بھلائی دی گئی۔

تعلیم اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس فضل کو پھیلانے کا ایک اہم ذریعہ استاد ہے کیونکہ استاد علم کے ذریعے اسلامی تعلیمات کو طلبہ تک پہنچ جاتا ہے تاکہ طلبہ اپنے مقصد زندگی کو جان سکیں۔ قرآن مجید نے یہ بھی واضح فرمادیا کہ ایک استاد کا کام طلبہ میں غور و فکر اور تدبر کی صلاحیت کو اجاگر کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سے مقامات پر قرآن میں تدبر کی تلقین فرمائی ہے۔

قرآن مجید میں حکمت کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ اور استاد کا کام بھی حکمت سکھانا ہے۔ کیونکہ استاد وہ ہستی ہے جو طلباء کو حکمت سکھاتا ہے۔ یعنی نہ صرف انہیں معلومات بہم پہنچاتا ہے بلکہ ان معلومات کو صحیح طریقے سے استعمال کرنے کا فن بھی سکھاتا ہے۔ تعلیم اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس فضل کو پھیلانے کا ایک اہم ذریعہ استاد ہے کیونکہ استاد علم کے ذریعے اسلامی تعلیمات کو

طلبہ تک پہنچ جاتا ہے تاکہ طلبہ اپنے مقصد زندگی کو جان سکیں۔ قرآن مجید نے یہ بھی واضح فرمادیا کہ ایک استاد کا کام طلبہ میں غور و فکر اور تدبر کی صلاحیت کو اجاگر کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سے مقامات پر قرآن میں تدبر کی تلقین فرمائی ہے۔

"اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ"۔(20)

"کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے"

استاد کا یہ فرض ہے کہ وہ طلبہ کو محض رٹا لگانے کی طرف راغب نہ کریں۔ بلکہ ان کے اندر سوچنے سمجھنے اور تجزیہ کرنے کی صلاحیت پیدا کریں۔ خلاصہ یہ کہ قرآن مجید نے استاد کو بہت بلند مقام دیا ہے اور اس کے کردار کو اللہ کے فضل، اس کی رحمت اور کرم سے منسوب کیا ہے استاد وہ ہستی ہے جو انسان کو جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر علم کی روشنی میں لے کر آتی ہے۔ ان کی شخصیت کی تشکیل کرتا ہے حکمت و دانائی سکھاتا ہے اور انہیں معاشرتی اخلاق و آداب کی تعلیم بھی دیتا ہے۔

استاد کا مقام حدیث کی روشنی میں:

نبی کریم ﷺ کی ذات تعلیم و تربیت کا مکمل نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نہ صرف قرآن کے پیغام رساں تھے بلکہ مربی اور معلم کی حیثیت سے بھی اہم مقام رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے جو اسلوب تعلیم اختیار کیا وہ اس بات کی دلیل ہے کہ استاد کا کام محض معلومات کی فراہمی ہی نہیں بلکہ زندگی کے تمام پہلوؤں کے بارے میں رہنمائی فراہم کرنا ہے۔ اسی اسوہ نبوی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے استاد کو معاشرے میں بنیادی حیثیت عطا کی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا بنیادی مقصد افراد کی تعلیم و تربیت تھا اور آپ ﷺ نے اپنی مکمل زندگی معلم اعظم کی حیثیت سے گزاری۔ آپ ﷺ کی سیرت میں ہمیں استاد کے مقام و کردار، اس کی ذمہ داریوں، اور اس کے حقوق کے بارے میں مکمل رہنمائی ملتی ہے۔ آپ ﷺ نے خود کو معلم قرار دیا۔ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے یہ حقیقت اجاگر ہوتی ہے کہ تعلیم کا حقیقی مقصد کردار کی تکمیل ہے۔ نبی کریم ﷺ کا مقصد تدریس بھی شاگردوں کے اخلاق کو سنوارنے اور ان کی شخصیت میں توازن پیدا کرنا تھا۔ اگر اس پہلو سے بات کی جائے تو تو استاد دراصل نبی کریم ﷺ کے مشن کا جانشین ہے جو تعلیم کے ذریعے اخلاقی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف الفاظ سے بلکہ اپنے ہر عمل سے استاد کی عظمت اور اہمیت کو بیان کیا اور ایک مثالی استاد کی تمام خصوصیات کا عملی مظاہرہ فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے آپ کو معلم کی حیثیت سے متعارف کراتے ہوئے فرمایا:

"إِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا"۔(21)

"مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔"

یہ حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت کا بنیادی مقصد تعلیم دینا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے آپ کو حاکم، بادشاہ یا فاتح کی بجائے معلم کے طور پر پیش کیا جو استاد کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ حدیث تمام اساتذہ کے لیے فخر کا باعث ہے کہ جس پیشے کو رسول اللہ ﷺ نے اپنا مقصد نبوت قرار دیا وہ کتنا عظیم ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"يَا أَبَا ذَرٍّ لَأَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ مِائَةَ رَكْعَةٍ وَلَأَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ عُمِلَ بِهِ أَوْ لَمْ يُعْمَلْ بِهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ أَلْفَ رَكْعَةٍ"۔(22)

"اے ابو ذر! اگر تم صبح کو جاؤ اور اللہ کی کتاب کی ایک آیت سیکھو تو یہ تمہارے لیے سو رکعتیں پڑھنے سے بہتر ہے، اور اگر تم علم کا ایک باب سیکھو خواہ اس پر عمل ہو یا نہ ہو تو یہ تمہارے لیے ہزار رکعتیں پڑھنے سے بہتر ہے"

یہ حدیث علم اور استاد کی عظمت کو بیان کرتی ہے۔ جب علم سیکھنے کا اتنا زیادہ اجر ہے تو علم سکھانے کا اجر کتنا زیادہ ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استاد کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ"۔(23)

"عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ شخص پر ہے"

یہ حدیث واضح طور پر بیان کرتی ہے کہ استاد کی فضیلت عبادت گزار سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ استاد کا فیض دوسروں تک پہنچتا ہے جبکہ عبادت گزار کا فائدہ صرف اس کی ذات تک محدود رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک مقام پر یوں فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوتَ لَيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ"۔(24)

"بیشک اللہ، اس کے فرشتے، آسمانوں اور زمین کے رہنے والے، حتیٰ کہ بل میں چیونٹی اور پانی میں مچھلی تک لوگوں کو خیر کی تعلیم دینے والے پر رحمت بھیجتے ہیں۔"

یہ حدیث استاد کے لیے پوری کائنات کی دعاؤں کو بیان کرتی ہے جو اس کے مقام کی عظمت کی دلیل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللَّهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ "۔(25)

"جو شخص علم کی تلاش میں راستہ اختیار کرتا ہے اللہ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں، اور جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوتے ہیں اور اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے اور آپس میں اس کا درس دیتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے، رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ اپنے پاس والوں میں ان کا ذکر کرتا ہے۔"

یہ حدیث اہل علم کی مجلس کی فضیلت بیان کرتی ہے جہاں علم سکھایا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے استاد کے احترام کی بہت زیادہ تلقین فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يُجِلَّ كَبِيرَنَا وَيَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَعْرِفْ لِعَالِمِنَا حَقَّهُ"۔(26)

"وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے بڑے کی تعظیم نہ کرے، ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے، اور ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے۔"

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ایمان کا تقاضا ہے کہ استاد کا احترام کیا جائے اور اس کے حق کو پہچانا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے معلم اعلیٰ کے طور پر اعلیٰ ترین اخلاق کا مظاہرہ کیا۔ ایک استاد کو طلبہ کے ساتھ نرمی اور حکمت والا معاملہ کرنا چاہیے نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ سے ہمیں ایک ایسے استاد کی جھلک نظر آتی ہے جس کی شفقت و رحمت سب سے نمایاں ہے۔ آپ نے کبھی بھی دوران تعلیم سختی یا تحقیر کا انداز اختیار نہیں کیا۔ اپ ﷺ نے ہمیشہ سوالات کرنے کی حوصلہ افزائی فرمائی غلطیوں پر سرزنش کے بجائے نرمی سے اصلاح کی اور لوگوں کی نفسیات کو مد نظر رکھا۔

نبی کریم ﷺ کا یہ اسلوب اس بات کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ استاد کا مقام بہت بلند ہے اور اپنے اسی مقام کے پیش نظر استاد محبت، صبر اور حکمت عملی کے ساتھ طلبہ کے دلوں میں علم کی شمع روشن کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے دوران تدریس یہ اسلوب بھی اختیار کیا کہ جو تعلیم دیتے تھے اس کا عملی نمونہ بھی پیش کرتے۔ یہ طرز عمل تعلیم کو غیر معمولی اثر بخشتا ہے۔ اس سے اس اہم اصول کی طرف توجہ ہوتی ہے کہ استاد صرف قول تک محدود نہ ہو بلکہ اپنے عمل سے بھی طالبات کے لیے عملی نمونہ بن جائے کیونکہ الفاظ سے زیادہ عمل اثر رکھتے ہیں۔

اسوہ رسولِ اکرم ﷺ میں ہمیشہ حکمت اور بردباری کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مختلف افراد کو ان کی استعداد کے مطابق تعلیم دی ایسا استاد ہی طالبات کی ذہنی نشوونما کے ساتھ ساتھ ان کی اخلاقی پختگی پر بھی زور دیتا ہے اور دراصل یہی کردار سازی کا بنیادی تقاضا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جن تعلیمات کی تعلیم دی وہ صرف نظری گفتگو پر منحصر نہیں تھی بلکہ وہ عملی زندگی کا ہدایت نامہ تھی۔ اس تناظر میں استاد ایک ایسا رہنما بن جاتا ہے وہ طالبات کو اپنی زندگی اسلامی اقدار کے مطابق گزارنے کا شعور دیتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اسوہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی روشنی میں ہمیں بحیثیت استاد مکمل رہنمائی ملتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استاد کے مقام کو بلند کیا، اس کی ذمہ داریوں کو واضح کرتے ہوئے خود بھی عملی نمونہ پیش کی۔ اسلامی تاریخ میں استاد کو انتہائی بلند اور محترم مقام حاصل رہا ہے۔ اسلامی تہذیب نے علم اور معلم کو جو عزت اور احترام دیا اس کا عکس دنیا کی دیگر تہذیبوں میں نظر نہیں آتا۔ آغاز اسلام سے لے کر عباسی دور تک، اور پھر اندلس، عثمانی اور مغل دور میں اساتذہ کرام کو معاشرے کا سب سے معزز طبقہ سمجھا جاتا تھا۔ مسلمان حکمرانوں، علماء کرام اور عوام نے اساتذہ کی قدر و منزلت کو ہمیشہ مقدم رکھا۔ اسلامی تاریخ میں بہت سے ایسے واقعات ملتے ہیں جو استاد کے بلند مقام اور معاشرے میں ان کی اہمیت کو واضح کرتے ہیں۔

اسلامی علمی روایت میں استاد کا مقام:

دین اسلام کے آغاز میں جب مسلمان مدینہ منورہ میں آباد ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے مسجد نبوی کے ساتھ صفہ نامی عظیم درسگاہ قائم کی جو دنیا کی پہلی اسلامی درس گاہ تھی۔ اصحاب صفہ وہ صحابہ کرام تھے جو مسجد نبوی میں رہائش اختیار کر کے علم حاصل کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے استاد تھے۔ اصحاب صفہ کی تعداد وقت کے ساتھ بدلتی رہتی تھی اور بعض اوقات یہ تعداد چار سو تک پہنچ جاتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان صحابہ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی زور دیا اور یہی اصحاب بعد میں اسلام کے عظیم معلم بنے۔ صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سے جو کچھ بھی سیکھا اسے آگے منتقل کرنا اپنا فریضہ سمجھا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں، اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے یمن میں تعلیم کے فریضے انجام دیے۔ یہ صحابہ کرام معاشرے میں سب سے زیادہ باعزت اور معزز سمجھے جاتے تھے اور لوگ دور دراز سے ان کے پاس علم حاصل کرنے آتے تھے۔

صحابہ کرام کے دور میں تعلیمی عمل بہت سادہ تھا۔ صحابہ کرام علم سکھانے والے کا خصوصی احترام کیا کرتے تھے۔ دور صحابہ میں طالب علم اور استاد کا رشتہ صرف رسمی ہی نہیں بلکہ اخلاقی اور روحانی بنیادوں پر بھی قائم تھا۔ جس کا مقصد علم کے ساتھ ساتھ کردار کی اصلاح بھی تھا اور یہی تعلق اسلامی تاریخ میں استاد کے بلند مقام کی بنیاد بنا۔ تابعین کے دور میں مختلف شہروں میں علمی مراکز قائم کیے گئے۔ مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ، کوفہ، دمشق، بصرہ اور مصر علم کے مراکز بن گئے۔ ہر شہر میں عظیم اساتذہ موجود تھے جو طلباء کی درس وتدریس کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔

صحابہ کرام کے بعد تابعین اور تبع تابعین کے دور میں یہ علمی روایت مضبوط بنیادوں پر قائم ہوئی۔ اساتذہ کرام نہ صرف دینی علوم کے ماہر تھے بلکہ وہ اعلیٰ کردار کے بھی حامل تھے۔ طلبہ اپنے استاد سے علم کے ساتھ ساتھ اخلاقی اوصاف بھی سیکھتے تھے۔ اس دور میں استاد کی عزت و وقار کا یہ حال تھا کہ شاگرد ان کے سامنے ہمیشہ عاجزی اور انکساری کا مظاہرہ کرتے ہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ اسلامی تاریخ میں ہمیشہ تعلیم کو اخلاقی تربیت کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔

بر صغیر کی تاریخ میں بھی اساتذہ کا مقام بہت نمایاں رہا۔ مدارس، مراکز اور خانقاہیں کردار سازی کے مرکزی ادارے تھے۔ جہاں استاد اخلاق روحانی تربیت پر خصوصی توجہ دیتا تھا۔ ان اداروں سے فارغ التحصیل افراد ناصرف انفرادی زندگی میں کامیاب تھے بلکہ عملی زندگی میں بھی اپنی مثال اپ تھے۔

اسلامی تاریخ کے پس منظر میں اگر بات کی جائے تو استاد کا مقام اس لیے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ وہ نہ صرف ماضی کا امین ہوتا ہے بلکہ مستقبل کا معمار بھی ہوتا ہے۔ اساتذہ کرام نے ہر دور میں اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہوئے نئی نسل کو اسلامی اقدار سے وابستہ رکھا اور یہی وجہ ہے کہ اسلامی تہذیب کی فکری اور اخلاقی بنیادیں صدیوں تک محفوظ رہیں۔

الغرض اسلامی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ استاد کو ہمیشہ عزت و احترام اور اثر و رسوخ حاصل رہا ہے۔ استاد دین کا داعی، اعلیٰ اخلاق کا علمبردار اور کردار سازی کا بنیادی ستون رہا ہے۔ اس تاریخی پس منظر کے حوالے سے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اگر موجودہ دور میں بھی استاد کو وہی عزت و احترام دیا جائے جو اسلامی تاریخ میں دیا جاتا تھا تو کردار سازی کا عمل مضبوط و دیرپا بنیادوں پر استوار کیا جا سکتا ہے۔

درج بالا بحث سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اسلامی تاریخ کے ہر دور میں استاد کو بلند مقام اور حیثیت دی گئی۔ قرآن مجید میں علم اور اہل علم کی فضیلت کو بیان کر کے استاد ہی قدر و منزلت کو واضح کیا گیا ہے جبکہ دوسری جانب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت کے پس منظر میں تعلیم کو کردار سازی کے ساتھ جوڑ کر استاد کو عملی نمونے کے شکل دی گئی اور اسلامی تاریخ میں استاد کو اخلاقی اور فکری قیادت کا منصب عطا کیا گیا۔ ان تینوں نکات کا مربوط انداز اس بات کو نمایاں کرتا ہے کہ استاد کا کردار صرف تدریسی عمل تک محدود نہیں بلکہ وہ طلبہ کی کردار سازی میں بھی اہم مقام رکھتا ہے۔ اسلامی تناظر میں استاد کی حیثیت ایک ایسے معمار کی سی ہے جو علم اور عمل کے حسین انتظار سے کردار سازی کا فریضہ سرانجام دیتا ہے یہی تصور اگے چل کر اس

تحقیق کے عملی پہلو کو سمجھنے میں مدد دے گا جہاں منتخب تعلیمی اداروں میں کردار سازی کے حوالے سے اساتذہ کے کردار کا تجزیہ پیش کیا جائے گا۔

استاد کا کردار اور ذمہ داریاں:

ہر دور میں تعلیم حاصل کرنا بنی نوع آدم کی بنیادی ضرورت رہا ہے۔ سیکھنے کا یہ عمل انسان کی پیدائش سے لے کر وفات تک جاری رہتا ہے۔ باقاعدہ تعلیمی عمل کے کچھ بنیادی عناصر ہیں جن میں معلم، متعلم، نصاب، معاشرہ اور تدریس ہیں۔ تعلیم کا بنیادی مقصد بچوں کی دلچسپیوں اور ان کی صلاحیتوں کو مثبت انداز میں پروان چڑھانا ہے تاکہ وہ معاشرے کے مفید رکن بن سکیں۔ اور اس مقصد کے حصول میں معلم یعنی استاد ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔

تعلیمی عمل میں مرکزی کردار:

تعلیم کے مقاصد کو حقیقت میں حاصل کرنے کے لیے استاد کا کردار مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ استاد محض کتاب کا سبق پڑھانے والا نہیں بلکہ ایک رہنما، مربی اور کردار ساز ہوتا ہے۔ وہ اگر چاہے تو عام سے طالب علم میں بھی غیر معمولی صلاحیتیں پیدا کر سکتا ہے۔ بہترین اساتذہ صرف نصابی مواد تک خود کو محدود نہیں رکھتے بلکہ اپنے وسیع مطالعے، تجربے اور مشاہدے کی روشنی میں طلبہ کی ذہنی اور فکری تربیت کرتے ہیں۔ اس کے برعکس جو معلم صرف کتاب کے صفحات تک محدود رہتے ہیں، ان کی تدریس میں کشش کم ہو جاتی ہے اور طلبہ کی دلچسپی برقرار نہیں رہتی۔

" وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا"۔(27)

"بے شک میں معلم (استاد) بنا کر بھیجا گیا ہوں"

یہ حدیث یہ بات واضح کرتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی بنیادی ذمہ داری علم اور حکمت کی تبلیغ تھی اور انسانوں کو تربیت کے ذریعے درست راستے کی طرف رہنمائی فراہم کرنا۔ موجودہ دور میں اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ تعلیم محض معلومات منتقل کرنے کا عمل نہیں بلکہ ذہنی، اخلاقی اور عملی رہنمائی فراہم کرنے کا ایک جامع ذریعہ ہے۔

تربیتی سرگرمیوں میں شرکت:

کامیاب تدریس وہ ہے جس میں طلبہ کو سیکھنے کے عمل کا حصہ بنایا جائے۔ سوال و جواب، عملی سرگرمیوں اور مباحثوں کے ذریعے طلبہ کی توجہ اور شوق میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ استاد کی پابندی وقت، خلوص نیت، مثبت رویہ اور جدید انداز تدریس طلبہ کے دلوں میں علم کی اہمیت اجاگر کرتے ہیں۔ ایک ذمہ دار استاد صرف امتحانی نتائج کو معیار نہیں بناتا بلکہ وہ اپنے شاگردوں کے اخلاق، عادات اور شخصیت کی تعمیر پر بھی توجہ دیتا ہے۔

اسلامی اقدار کا فروغ:

رٹّا لگانا یا محض امتحان پاس کرنا تعلیم کا مقصد نہیں ہے۔ حقیقی تعلیم وہ ہے جو انسان کو سچائی، دیانت اور ذمہ داری کا شعور دے۔ اگر تعلیم کے ساتھ کردار سازی شامل نہ ہو تو علم اپنی افادیت کھو دیتا ہے۔ موجودہ دور کے تقاضے اساتذہ سے زیادہ بصیرت اور محنت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ معاشرتی تبدیلیوں کے پیش نظر طلبہ کی ہمہ جہت نشوونما نہایت اہم ہے۔ علم انسان کو عزت دیتا ہے لیکن جب تک اس کے ساتھ اخلاق اور اچھا کردار شامل نہ ہو، وہ مکمل نہیں ہوتا۔ بااخلاق اور باکردار تعلیم ہی معاشرے میں مثبت تبدیلی لا سکتی ہے۔

حسنِ اخلاق:

استاد کو چاہیے کہ وہ طلبہ کے ساتھ شفقت اور محبت کا برتاؤ کرے، کیونکہ نرمی اور حوصلہ افزائی سے بہتر نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ کمزور طلبہ کو خصوصی توجہ دینا اور اچھی کارکردگی دکھانے والوں کی حوصلہ افزائی کرنا تعلیمی ماحول کو خوشگوار بناتا ہے۔ یوں ایک مخلص اور باصلاحیت استاد نہ صرف علم منتقل کرتا ہے بلکہ ایک مہذب اور باوقار معاشرے کی بنیاد بھی رکھتا ہے۔

قول و فعل میں توازن:

تعلیمی ادارے میں استاد بطور رول ماڈل بھی بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ طالبات اکثر و بیشتر استاد کے قول سے زیادہ اس کے عمل سے متاثر ہوتی ہیں۔ کیونکہ وقت کی پابندی، عدل و انصاف، مہذبانہ گفتگو کا انداز، اختلاف رائے کو برداشت کرنے کی صلاحیت، اور ادب و احترام والا رویہ اختیار کرنا یہ ایسے اوصاف ہیں جو شعوری نصیحت سے زیادہ عملی مشاہدے سے منتقل ہوتے ہیں۔ اسی حوالے سے استاد کو چاہیے کہ اگر اس کے قول و فعل میں ہم آہنگی ہو گی تو طالبات کے کردار میں استحکام اور اعتماد پیدا ہو گا ورنہ تضاد کی صورت میں تربیتی ماحول کمزور ہو سکتا ہے۔ اس طرح استاد کی شخصیت پورے تعلیمی عمل کی بنیاد بن جاتی ہے۔

بہترین تدریسی حکمتِ عملی:

تربیتی ماحول کے حوالے سے استاد کے کردار کا ایک اور پہلو تدریسی حکمت عملی بھی ہے۔ بیانیہ طریقے پر مبنی طریقہ تدریس طالبات کو صرف ایک اچھا سامع بنا سکتی ہیں جبکہ مشاورتی اور سوالیہ طریقہ کار تدریسی عمل کو کو فعال کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح گروپ ورک، تحقیقی کام اور بحث و مباحثے کی نشست طالبات میں تنقیدی فکر اور اجتماعی ذمہ داری کو فروغ دیتے ہیں۔ کیونکہ جب طالبات کو سوالات کرنے، اپنی رائے پیش کرنے اور اختلاف پیش کرنے کا موقع ملتا ہے تو اس طریقہ کار سے ان کے اندر صرف معلومات کو یاد کرنے کے بجائے سوچ و بچار و فیصلہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ یہ طریقہ کار براہ راست کردار سازی کے عمل سے جڑ جاتا ہے اور تربیتی ماحول کو بہترین عملی شکل دیتا ہے۔

موثر تعلیم و تربیت:

گھریلو ماحول میں بچوں کے اساتذہ والدین ہوتے ہیں جو تعلیم و تربیت کی ذمہ داری کو پورا کرتے ہیں۔ جب گھریلو تعلیم کے بعد باقاعدہ تعلیم حاصل کرنے کے لیے تعلیمی اداروں کا رخ کیا جاتا ہے تو تعلیم و تربیت کی ذمہ داری اساتذہ کے سپرد ہوتی ہے۔ تعلیمی ادارے میں مرکزی مقام استاد کو حاصل ہے جو بچوں کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری احسن طریقے سے ادا کرتا ہے اسی لیے استاد کی ذمہ داری ہے کہ وہ محنت کا عادی ہو کیونکہ استاد جتنا محنتی ہو گا بچوں کا مستقبل اتنا ہی روشن ہو گا۔

پیشہ ورانہ مہارت:

استاد اپنے کام میں ماہر ہو اور اسے تعلیم کے ہر اسلوب پر مکمل مہارت حاصل ہو۔ استاد کی ذمہ داری ہے کہ وہ طلبہ سے محبت کرے اور ان کی تربیت کی ہر ممکن کوشش کرے۔ اور اپنی مفید معلومات سے ان کے علم میں اضافہ بھی کرتا رہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ انہیں بری عادات سے دور رکھنے کی کوشش بھی کریں ایسا شخص ہی ان کی بہترین تعلیم و تربیت کر سکتا ہے

قول و فعل میں مطابقت:

تعلیمی عمل کے دوران استاد کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ طالبات کو جو بھی نصیحت کرے اس پر خود بھی عمل کرے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کسی کام کے حوالے سے منع کرے اور اس کے نقصانات بتائے لیکن خود وہ کام کرتا رہے۔ اس طرح طالبات کے ذہنوں پر برا

اثر پڑتا ہے۔ کیونکہ اگر ایک استاد کے قول و فعل میں تضاد ہوگا تو اس کی نصیحت کبھی بھی پائیدار نہیں ہوگی۔ اگر استاد خود اپنی بات قائم نہ رہ سکے تو وہ طالبات کی کردار سازی میں بھی ناکام ہوگا۔ اگر طالبات کے اخلاق و آداب کو پختہ رکھنا ہے تو استاد کو خود بھی ان تمام نصیحتوں پر عمل کرنا ہوگا۔ اسی طرز عمل کو اسلامی تعلیمات میں بھی پسندیدہ قرار دیا گیا ہے کہ جو بات دوسروں کو کہی جائے پہلے خود اس پر عمل کیا جائے۔

طالبات کی کردار سازی کوئی یک طرفہ آسان عمل نہیں بلکہ یہ ایک ایسی مسلسل کاوش ہے جس کا مرکز و محور استاد ہے۔ ادارے، نصاب اور ماحول سب اپنی اپنی جگہ پر اہمیت کے حامل ہیں لیکن ان سب میں روح پھونکنے والا اور مطلوبہ مقاصد کو حاصل کرنے والی ذات صرف استاد کی ہے۔ اسلامی تعلیمات نے جس معلم کا تصور پیش کیا ہے وہ ایک ایسا روشن چراغ ہے طالبات کے دلوں میں ایمان اور اخلاق کی لو جلاتا ہے۔ کیونکہ جس طرح بیج میں درخت بننے کی پوری صلاحیت موجود ہوتی ہے ۔اسی طرح طالبات کو بھی پروان چڑھنے کے لیے اور ان کے اندرونی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے ضروری رہنمائی کی ضرورت ہے جو ایک استاد ہی فراہم کر سکتا ہے۔ اور ایک مسلمان استاد کا یہی کام ہے کہ وہ طالبات کی صلاحیتوں کو صحیح رخ پر ڈالیں۔ ان کی بہترین انداز میں کردار سازی کرے۔ ان کو دنیاوی امتحانات کے ساتھ ساتھ اُخروی امتحان میں بھی کامیابی کی گر سکھائے۔ اور اس مقصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ وہ نصابی کتاب کو پڑھانے کے ساتھ ساتھ طالبات کی کردار سازی پر بھی بھرپور توجہ دیں۔ غرض یہ کہ استاد قوم کا سب سے زیادہ باشعور اور ذہین طبقہ ہوتے ہیں۔ جس کا کام طالبات کی کردار سازی، ان کا تزکیہ نفس، ان کو اعلیٰ نظریات کی فراہمی اور بلند علمی مقاصد سے رہنمائی فراہم کرتے ہوئے صحیح و غلط اور جائز و ناجائز کا شعور دینا ہے۔

نتائج:

پانچ مختلف کالجز میں سروے کے مطابق جو نتائج نکلے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

طالبات کی کردار سازی میں اساتذہ کا کردار کا جائزہ (سروے)

طالبات کی کردار سازی میں اساتذہ کا کردار کا جائزہ لینے کے لیے 15 اساتذہ کرام سے سوال نامے کے ذریعے ایک تجزیاتی سروے کیا گیا۔ سروے میں کیے جانے والے سوالات کا مقصد اساتذہ کے علمی تجربات اور مشاہدات سے ان رہنمائی حاصل کرتے ہوئے طالبات کی کردار سازی کے حوالے سے درپیش چیلنجز کی شناخت اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کا حل تلاش کرنا تھا۔

1. جوابدہ اساتذہ 20 سے 22 سال کا تدریسی تجربہ رکھتے ہیں۔

2. اسلامی تعلیمات طالبات کی کردار سازی میں نہایت موثر اور فیصلہ کن کردار ادا کرتی ہیں۔ تاہم کچھ اساتذہ کرام نے یہ نقطہ بھی واضح کیا کہ اسلامی تعلیمات اس وقت زیادہ مؤثر ثابت ہوں گی جب ان کو پڑھانے والا خود عالم باعمل ہو۔

3. سروے کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی کہ اساتذہ کے نزدیک علمی اور اخلاقی اقدار طالبات کی شخصیت اور رویوں کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔

4. بیشتر اساتذہ کرام موجودہ نصاب اور تدریسی ماحول کی بنیادی ڈھانچے کو اسلامی تعلیمات کے حوالے سے مناسب قرار دیتے ہیں تاہم اس کے عملی نفاذ کو کردار سازی کے لیے نہ کافی سمجھتے ہیں۔

5. اساتذہ کا کردار صرف تدریسی ذمہ داریوں تک ہی محدود نہیں بلکہ استاد کی ذاتی شخصیت،عادات اور رویہ طالبات کی کردار سازی میں براہ راست اثرانداز ہوتا ہے۔

6. جدید تعلیمی ماحول خاص طور پر سوشل میڈیا اور مخلوط سرگرمیاں مجموعی طور پر طالبات کی کردار سازی کے حوالے سے منفی اثرات مرتب کرتی ہیں۔

7. اساتذہ کرام کی آراء کی روشنی میں یہ امر واضح ہوتا ہے کہ جدید تعلیمی ماحول،سوشل میڈیا اور مخلوط سرگرمیوں کے منفی اثرات سے بچاؤ کے لیے ایک جامع حکمت عملی کی ضرورت ہے جو گھریلو تربیت اور ادارے کے باہمی تعاون سے ہی ممکن ہے۔

8. اساتذہ کرام نصاب، تدریسی عمل اور مذہبی تعلیم کے باہمی تعاون کو طالبات کی کردار سازی کا ایک بنیادی محرک قرار دیتے ہیں۔

9. اساتذہ کرام کے مطابق اخلاقی لیکچرز،تربیتی سیمینار اور ورکشاپ جیسے سرگرمیاں علم و آگاہی کی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔لیکن ان سرگرمیوں کی افادیت اس وقت بڑھتی ہے جب وہ خود اساتذہ کی عملی رہنمائی اور سیرت کے ساتھ مربوط ہو۔

10. طالبات کی اسلامی اقدار کی پیروی نہ کرنے کے حوالے سے بہت سی داخلی اور خارجی رکاوٹیں موجود ہیں جن میں سوشل میڈیا اور اس کے منفی اثرات اور مغربی ثقافت کی اندھی تقلید اور اس کے ساتھ والدین کی عدم توجہ اور والدین کے مذہبی شعور کی کمی ہے۔

11. کردار سازی کے عمل کو موثر بنانے کے لیے عملی اور نظریاتی دونوں جہات پر توجہ دینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

12. اساتذہ کرام نے امانت،صداقت،عفت و حیا،عدل و احسان اور صبر جیسی بنیادی اخلاقی اقدار کو مثالی طالبہ کے کردار کی بنیادی خصوصیات قرار دیا ہے۔

خلاصہ بحث:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور دین فطرت ہے۔جو زندگی کے ہر پہلو پر انسان کے رہنمائی کرتا ہے۔دین اسلام نے کردار سازی پر خصوصی زور دیا ہے اسلامی نظام تربیت میں بھی کردار سازی کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔خاص طور پر خواتین بھی کردار سازی کیونکہ خواتین ہی ایک مثبت معاشرے کی بنیاد رکھنے کا اولین ذریعہ ہیں۔ایک مسلمان عورت طالبہ کے کردار میں نہ صرف اپنے خاندان بلکہ پورے اسلامی معاشرے کی ترقی بے نمایاں مقام رکھتی ہے۔کیونکہ ایک طالبہ نہ صرف مستقبل کی ماں ہوتی ہے بلکہ ایک بہترین استاد،رہنما اور مشیر بھی ہوتی ہے۔اساتذہ کردار سازی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔اج کے اس پر فتن دور میں ہماری نئی نسل اخلاقی لحاظ سے تنزلی کا شکار ہے۔اگر تعلیمی ادارے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں طالبات کی کردار سازی کا اہتمام کرنا شروع کر دیں تو اس مسئلے پر کسی حد تک قابو پایا جاسکتا ہے اخر میں یہ بات واضح رہے کہ طالبات کسی بھی قوم کی بنیاد اور مستقبل کی مائیں ہیں اگر ان کی اسلامی تربیت کا اہتمام کیا جائے گا تو معاشرہ خود بخود اسلامی تعلیمات کا گہوارہ بن جائے گا۔

حوالہ جات:

۱۔ سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ (مکتبہ رفاہ عام، 1326ھ)، 3:2162۔
۲۔ دہلوی، فرہنگ آصفیہ، 3:2162۔
۳۔ مختصر اردو لغات (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، 2009ء)، 2090۔
۴۔ حسن اللغات (دہلی: اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، 2004ء)، 677۔
۵۔ وصی اللہ کھوکھر، جہانگیر اردو لغات (لاہور: جہانگیر کتب خانہ، 2011ء)، 1120۔
۶۔ فیروز الدین، فیروز اللغات (لاہور: فیروز سنز، 2005ء)، 1002۔
۷۔ محمد بن عیسیٰ الترمذی، سنن الترمذی (بیروت: دار الرسالہ، 1430ھ)، رقم 2877۔
۸۔ العلق 96:3-5۔
۹۔ البقرۃ 2:31۔
۱۰۔ الرحمٰن 55:1-4۔
۱۱۔ المجادلہ 58:11۔
۱۲۔ الزمر 39:9۔
۱۳۔ الجمعہ 62:2۔
۱۴۔ البقرۃ 2:129۔
۱۵۔ لقمان 31:13۔
۱۶۔ الکھف 18:66۔
۱۷۔ القرآن، یوسف 12:6۔
۱۸۔ القرآن، النحل 16:78۔
۱۹۔ القرآن، البقرۃ 2:269۔
۲۰۔ القرآن، النساء 4:82۔
۲۱۔ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ (دار الرسالہ العلمیہ، 1430ھ)، رقم 229۔
۲۲۔ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، رقم 219۔
۲۳۔ ترمذی، سنن الترمذی، رقم 2870۔
۲۴۔ امام طبرانی، المعجم الکبیر (القاہرہ: مکتبہ ابن تیمیہ، 1415ھ)، رقم 7912۔
۲۵۔ ترمذی، سنن الترمذی، رقم 2646۔
۲۶۔ الہیثمی، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد (بیروت: دار الفکر، 1412ھ)، رقم 532۔
۲۷۔ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، رقم 229۔